8852 ـ میت کو اس کے ملك منتقل کرنا

سوال

پچھلے ہفتہ میرے ایك دوست کا بہنوئی فوت ہو گیا ـ اللہ تعالی اس پر رحم کرے۔ اس کی وفات کے بعد اس کے بھائیوں اور رشتہ داروں نے اس کا میت کو اس کے شہر منتقل کیا جو تقریبا وفات والی جگہ سے چودہ گھنٹہ گاڑی کی مسافت پر واقع ہے، میت کی بیوی کا کہنا تھا کہ اس کے خاوند نے وصیت کی تھی کہ وہ جہاں فوت ہو اسے وہیں دفن کیا جائے، لیکن اس کی بات کوئی نہیں سنتا، اور بعد میں بیوی کو لکھی ہوئی وصیت کاغذات میں سے ملی جس پر خاوند نے دستخط بھی کر رکھے تھے.
سوال یہ ہے کہ آیا میت کے بھائیوں اور رشتہ دار معصیت کے مرتکب ہوئے ہیں؟ اور اب انہیں کیا کرنا چاہیے؟ کیا کوئی صدقہ وغیرہ ہے جو اس کے بھائیوں اور رشتہ داروں پر واجب ہوتا ہے، کیونکہ انہوں نے وصیت پر عمل نہیں کیا ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

مسئلہ میں دو طرح سے بحث کی جائےگی:

اول:

میت کی وصیت پر عمل کرنا.

دوم:

فوت ہونے والی جگہ سے کسی اور شہر میں میت منتقل کرنا.

پہلے مسئلہ کے متعلق گزارش ہے کہ: میت کی وصیت پر عمل کرنا واجب ہے، چاہے وہ کسی واجب کی وصیت کرے یا مستحب کی یہ سب برابر ہے.

دیکھیں: الشرح الممتع (5 / 333).

دوسرا مسئلہ:

الشيخ ابن قدامة رحمہ اللہ تعالى كہتے ہيں:

كسى صحيح غرض كى بنا پر ہى ميت كو ايك شہر سے دوسرے شہر منتقل كيا جا سكتا ہے، يہ اوزاعى اور ابن منذر رحمہما اللہ كا مسلك ہے....

اور اس ليے كہ اس ميں اس كے كفن دفن ميں خرچ بھى كم ہے، اور اس ميں تغير اور تبديلى پيدا ہونے سے بھى بچاؤ ہے، ليكن اگر اسے منتقل كرنے ميں كوئى صحيح غرض اور مقصد ہو تو پھر جائز ہے.

ديكھيں: المغنى (2 / 193 - 194).

اس موضوع ميں مستقل فتوى كميٹى كا كہنا ہے:

نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم اور صحابہ كرام رضوان اللہ عليہم اجمعين كے دور ميں عملى سنت يہ تھى كہ مردے كو اسى شہر كے قبرستان ميں دفن كيا جاتا تھا جہاں وہ فوت ہوتا، اور شہداء كو بھى وہيں دفن كيا جاتا جہاں ان كى شہادت ہوتى تھى.

كسى حديث ميں يہ ثابت نہيں اور نہ ہى كسى صحابى كے اثر سے ثابت ہوتا ہے كہ كسى ايك كو وہاں سے كسى دوسرے علاقے اور شہر ميں منتقل كيا ہو بلكہ جہاں وہ فوت ہوتا اس كے قريب ترين قبرستان ميں اسے دفن كيا جاتا تھا.

اسى بنا پر جمہور فقہاء كرام كا كہنا ہے كہ:

ميت كو دفن كرنے سے قبل اس كے فوت ہونے والے شہر يا ملك سے كسى دوسرے ملك منتقل كرنا جائز نہيں ہے، صرف كسى صحيح مقصد اور غرض كى بنا پرمنتقل كى جاسكتى ہے، مثلا يہ خدشہ ہو كہ جہاں فوت ہوا ہے وہاں دفن كرنے سے اس كى قبر پر زيادتى ہو كى جائےگى، يا اس كى كے دشمن كى جانب سے اس ميت كى حرمت پامال كى جائےگى، يا اس كى ہتك كى جائےگى، اور اسكا خيال نہيں كيا جائےگا، تو اس صورت ميں اسے امن والى جگہ منتقل كرنا واجب ہے.

اور اسى طرح اس كے خاندان والوں كى خوشى كے ليے اس كے ملك ميں منتقل كرنا جائز ہے تا كہ وہ اس كے اہل وعيال اس كى زيارت كر سكيں.

اور ان اسباب كے ساتھ انہوں نے يہ شرط ركھى ہے كہ تاخير كى بنا پر اس ميں تغير اور تبديلى ہونے كا خدشہ نہ ہو، اور اس كى حرمت پامال نہ ہوتى ہو، اور اگر وہاں كوئى سبب نہ ہو اور نہ ہى كوئى شرط پائى جاتى ہو تو پھر اس كا منتقل كرنا جائز نہيں ہے.

لھذا کمیٹی کی رائے یہی ہے کہ ہر میت کو اس کےمقامی شہر کے قبرستان میں دفن کیا جائے جہاں وہ فوت ہو، اور سنت، اور امت کے اسلاف کے طریقہ پر عمل کرتے ہوئے، اور سد ذریعہ، اور شریعت مطہرہ کا دفن میں جلدی کرنے کو ثابت کرتے ہوئے، اور میت کو تغیر سے بچانے کے لیے کیے جانے والے اقدامات کرنے سے پرہیز اور بچاؤ کرتے ہوئے، اور بغیر کسی ضرورت کے مال کوبے دریغ اور فضول خرچ کرنا، جس کی شرعی کوئی حاجت اورضروت نہیں، اور ورثاء کے حقوق کا خیال کرتے ہوئے، اور شرعی مصارف کو مد نظر رکھتے ہوئے، اور ان نیك اور صالح اعمال کو دیکھتے ہوئے جہاں یہ مال صرف کرنا ضروری ہے، اسے بغیر کسی صحیح غرض کے وہاں سے دوسرے ملك یا شہر منتقل نہ کیا جائے.

اور اس پر کمیٹی کے ممبران کے دستخط ہوئے.

اللہ تعالی ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل اور ان کے صحابہ کرام پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے.

دیکھیں: فتاوی اسلامیۃ (2 / 31 - 32).

اور میت کے اقربا نے جو کچھ کیا ہے اس کے متعلق یہ ہے کہ:

اگر تو انہوں نے وصیت کی مخالفت وصیت کا علم ہونے اور بیوی کے بتانے کے بعد بیوی کی سچائی میں شك اور اسے متہم گردانتے ہوئے کی تو ان پر کچھ لازم نہیں آتا، کیونکہ انہوں نے جان بوجھ کر مخالفت نہیں کی.

اور اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

تم سے جو کچھ بھول چوك میں ہو جائے اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں، البتہ گناہ وہ ہے جس کا تم دل سے ارادہ کرو الاحزاب (5).

لیکن اگر انہوں نے بیوی کو سچا مانا اور اس کے باوجود وصیت کی مخالفت کی تو وہ میت کے حق میں زیادتی کرنے کی بنا پر گنہگار ہیں.

اور رہا مسئلہ اس مسافت پر دوسری جگہ میت کو منتقل کرنے کا اگر تو اس میں ان کی کوئی صحیح غرض نہ تھی تو یہ میت کے حق پر دوسری زیادتی ہے، کیونکہ میت کی تکریم اسی میں ہے کہ اسے جلداز جلد دفن کیا جائے، جیسا کہ علماء کرام کا کہنا ہے.

دیکھیں: المدخل لابی الحاج المالکی (3 / 237).

لھذا انہیں اس فعل پر توبہ و استغفار کرنی چاہیے، اور اپنے کیے پر نادم ہونا چاہیے اور میت کے لیے دعا کریں، اور

ان پر کوئی صدقہ وغیرہ لازم نہیں آتا، لیکن اگر وہ صدقہ کرلیں تو بہتر اور اچھا ہے، کیونکہ صدقہ مغفرت و بخشش اور گناہوں کے کفارہ کا ایک سبب ہے.

واللہ اعلم .